Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

منٹو کے افسانوں میں مخصوص مرد کرداروں کی نفسیاتی الجھنیں (تحقیقی و نفسیاتی مطالعہ)

(PSYCHOLOGICAL CONFUSIONS OF CERTAIN MALE CHARACTERS IN MANTO'S MYTHS (A RESEARCH AND PSYCHOLOGICAL STUDY)

حمیرا

اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، اسلامیہ کالج پشاور

افشاں جبین

لیکچرار، شعبہ اردو، ملاکنڈ یونیورسٹی

عبدالرشاد

ایسوسی ایٹ پروفیسر اُردو، ہائیر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ

ABSTRACT

Saadat Hasan Manto is that iconoclast in Urdu fictional writing that addressed and revolt against the outdated social norms of the society that constrain and restrict individual's freedom. He depicted the hypocrisy and double standards of the fake fabricated parameters of the society that make the individual astray of their true nature and purity. His short stories reveal about how society manipulates and enslave those who are good by nature. The characters in Manto's short stories are helpless due to socials shallow narratives that restrict individual and never let them to live the life that is based on their true pure nature. His fictional work has highlighted the society that is full of contradictions and has spoiled the true essence of human greatness.. Manto's realistic depiction of human society enable us to understand all that lead to corrupt men of great virtues

سعادت حسن منٹو نے فکری اور فنی دونوں حوالوں سے اردو فکشن کو جدید رجحانات سے مالامال کیا لیکن ساتھ ہی ان کے دور کے مطابق بعض ممنوعہ موضوعات پر بے رحم حقیقت نگار کی حیثیت سے واشگاف انداز میں لکھنے کے باعث انہیں اردو فکشن کا ایک باغی اور متنازعہ ادیب گردانا گیا۔ منٹو کے افسانوں میں موجود زیادہ تر کردار نفسیاتی الجھنوں کے شکار رہیں۔ یہ کردار معاشرے کے وہ افراد ہیں جو اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ افراد یا تو منفی معاشرتی اقدار کے شکنجے میں پھنسے ہوئے بے بس لوگ ہیں جن کی خامیوں اور خرابیوں پر لکھتے ہوئے منٹو ان کی نفسیات کو پرکھتے ہیں اور پس منظر میں ان کے ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے ان کو بے قصور قرار دیتے ہیں۔ سعادت حسن منٹو انسانی نفسیات کا نباض افسانہ نگار ہیں۔ وہ کسی فرد کے افعال و اعمال کو اُس کے مخصوص دور کے اجتماعی، انفرادی، معاشی اور معاشرتی حالات کے تناظر میں دیکھتے اور پرکھتے ہیں۔

اس آرٹیکل میں منٹو کے افسانوں کے مخصوص مرد کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ کرکے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح فرد معاشرے اور معاشرہ فرد پر اثرانداز ہوتا ہے۔ سعادت حسن منٹو کا شمار ان ادیبوں میں ہوتا ہے جن کے ادیبانہ زندگی کو تقسیم ہند سے پہلے اور تقسیم ہند کے بعد کے ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے منٹو کے افسانے بیسویں صدی کے ابتدائی تین عشروں کے ہندوستانی معاشرے کے عکاس ہیں۔ یہ تین عشرے سیاسی ابتری، ظلم و استحصال، مختلف تہذیبوں کے باہمی تصادم، نئے اور پرانے اقدار کی کشمکش، نئے علوم کی دریافت کی بدولت فرد کی شعوری بیداری اور فرد کی جنسی اور نفسیاتی الجھنوں کے آئینہ دار ہیں۔

افسانہ "نیا قانون" 1947ء سے پہلے کی تحریک آزادی کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ اس افسانے میں ایک طرف بڑے سیاسی رہنماؤں، دانشوروں اور پڑھے لکھے طبقے کی جدوجہد آزادی میں کردار اور عملی اقدامات پر مختصر اًبات کی گئی ہے تو دوسری طرف "منگو کوچوان" کی صورت میں ایک عام آدمی کی اس تحریک میں شرکت کو دکھایا گیا ہے۔ منگو کوچوان انگریزوں کے بنائے ہوئے معاشرتی اصولوں سے بغاوت کرتا ہے اور جیل کی سلاحوں کے پیچھے جاتا ہے۔ 1937ء کے گورنمنٹ اف انڈیا ایکٹ کے پس منظر میں لکھے گئے اس افسانے کا یہ مرکزی کردار منگو کوچوان سوچتا ہے کہ نیا قانون لاگو ہوتے ہی سب کچھ بدل جائے گا اور انگریز ہندوستان سے نکل جائے گے۔ منگو کوچوان نیا قانون لاگو ہونے کے بعد سمجھتا ہے کہ اب ہندوستان آزاد ہے اور ایک انگریز سواری سے کسی بات پر جھگڑا ہونے پر وہ اس انگریز کو گالی دے کر اپنی نفرت کا اظہار کرتا ہے جو طویل عرصے سے اس کے دل و دماغ میں پل رہی تھی۔ منٹو نے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

منگو کوچوان کی نفسیات کو بیان کرتے ہوئے معاشرے کے ان عناصر کی نشاندہی کی ہے جو اس شخص کو باغی بناتی ہیں۔ سماج کے نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والا منگو کوچوان نئے قانون کا سن کر انقلابی بن جاتا ہے اور سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ انگریز سرکار کا خوف دل ودماغ سے نکال کر جب وہ ان کے ظلم کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے تو بالکل ایک فطری انسان جو آزادی کا خواہاں ہے اور جب اس کو قید وبند کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو مختلف نوعیت کے ذہنی اور نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ نفسیات کے مطابق جب انسان کی فطری جبلتوں اور شخصی آزادی پر قدغن لگایا جاتا ہے تو وہ اپنے ماحول، سماجی اور معاشرتی پابندیوں سے بغاوت کرنے لگتا ہے۔ ممتاز شیریں کے مطابق:

> "آزادی کی تمنا کے ساتھ ساتھ منگو کے اندر دراصل ایک ذاتی جذبہ انتقام پرورش پارہا تھا کیونکہ گوری سواریوں سے وہ اکثر سختی اور بدسلوکی سہتا آرہا تھا اور اب اس موقع پر اس کا جذبہ انتقام اُبل پڑتا ہے۔ جذبہ انتقام، لڑنا، مارنا، اپنے ابتدائی ہیجانی جذبات (Primitive Passions) اور ترنگوں کے ساتھ یہاں پھر فطری انسان ہے"۔(1)

افسانہ "پہچان" میں مردوں کی مخصوص فطرت کی عکاسی کی گئی ہے کہ مرد عورت کو طوائف کے طور پر پسند بھی کرتا ہے اور اُسے برا بھی سمجھتا ہے۔ اس افسانے کے دو کردار فخر اور مسعود خود پر شرافت کا لیبل لگانے والے ان مردوں میں سے ہیں جن کی اصلیت رات کے اندھیرے میں طوائف کے کوٹھوں پر کھلتی ہے۔ یہ دونوں کردار (Repression) یعنی جنسی گھٹن کا شکار ہیں۔ ان کے نزدیک عورت صرف دل بہلانے کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے ان کو ایسی عورت کی تلاش ہے جو ان کے مرضی کے مطابق خود کو ہر سانچے میں ڈھال سکے خواہ وہ عورت خالص جذبات اور احساسات سے عاری ہی کیوں نہ ہو۔ اس افسانے کا مرکزی نقطہ طوائفوں سے زیادہ ان مردوں پر لعنت ہے جو اپنے جنسی جذبات کی تسکین کے لیے غلط رجحانات کو متعارف کراتے ہیں کیونکہ منٹو کے مطابق طوائف کا وجود اسی دن منظر عام پر آیا ہو گا جس دن مرد نے ہر لحاظ سے اپنی مرضی کے مطابق چلنے والی عورت کی تمنا کی ہو گی۔ بعض مردوں کی مخصوص ذہنیت اور نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے منٹو اس افسانے کے توسط سے یہ سوال اٹھاتا ہے کہ جب مرد ہی عورت کو عورت سے طوائف بننے پر مجبور کرتا ہے۔ تو پھر معاشرہ طوائف ہی کیوں قصوروار ٹھہراتا ہے۔ بقول منٹو"

> "مقام تاسف ہے کہ مردوں نے اس پر کبھی غور نہیں کیا۔ مرد اپنے دامن پر ذلت کے ہر دھبے کو عصمت فروش عورت کے دل کی سیاہی سے تعبیر کرے گا۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔"(2)

افسانہ نعرہ میں منٹو سرمایہ دارانہ نظام کے نتیجے میں پیدا ہونے والی طبقاتی امتیاز اور دولت کی غیر مساویانہ تقسیم کے زیر اثر سیاسی، معاشی اور معاشرتی ابتری کو بیان کرتا ہے۔ افسانے کا مرکزی کردار کشولال ایسے معاشرے میں زندگی گزار رہا ہے جہاں غربت انسان کی عزت نفس اور خودداری کا خون کرتی ہے۔ کشولال کی ماہانہ آمدنی قلیل ہونے کی باعث وقت پر مکان کا کرایہ ادا نہیں کر پاتا سیٹھ کے سامنے جانے سے ہچکچاتا ہے وہ سیٹھ سے التجا کرنے جاتا ہے کہ کرایہ ادا کرنے کی مہلت دی جائے لیکن سیٹھ اسے گالیاں دے کر بری طرح بے آبرو کرتا ہے۔ کشولال سیٹھ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن باہر نکل کر ایک چیخ نما نعرہ بلند کرتا ہے۔ کشولال کے دل کا سارا بوجھ اور اس کی شخصیت کا سراکرب واضطراب سمیٹ کر وہ نعرہ بن گیا جس سے کشولال کے دل کو ضرور تسکین مل گئی لیکن سننے اور دیکھنے والے شاید یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ پاگل ہو گیا ہے۔ منٹو کے کیشولال کے توسط سے انسان کے بنیادی رویوں اور ان سے پیدا ہونے والے امکانی رویوں کو پیش کرتا ہے۔ معاشرتی نفسیات کی روسے فرد معاشرتی حالات سے نبرد آزما ہوتے ہوئے دو طرح کے رد عمل پیش کرتا ہے تو وہ حالات سے مطابقت اختیار کرتا ہے یا پھر بغاوت کی صورت میں معاشرے پر اپنے واضح اثرات مرتب کرتا ہے۔

افسانہ "ہتک" سوگندھی نامی ایک طوائف کی کہانی ہے جو اس افسانے کا مرکزی کردار ہے لیکن ساتھ ہی اس افسانے کا ایک مرد کردار مادھو بھی معاشرے کے ان مردوں کی نمائندگی کرتا ہے جو لاشعوری طور پر عورتوں سے متنفر ہے اور جو عورتوں کا استحصال کر کے ان کی تذلیل کرتا ہے۔ مادھو سوگندھی کو اپنی جھوٹی محبت کے حصار میں قید رکھتا ہے اور حیلے بہانوں سے اس کی کمائی کھاتا ہے۔ ساتھ ہی اس کو اس کی حیثیت کی یاددہانی کراتا رہتا ہے اور یوں اس کو جذباتی سطح پر کمتر اور حقیر ہونے کا احساس بھی دلاتا رہتا ہے۔ مادھو اپنی نفسیاتی چالوں سے کافی عرصے تک سوگندی کو بیوقوف بناتا رہتا ہے اور ایک کمزور عورت کی جذبات سے کھیل کر تسکین حاصل کرتا ہے۔ مادھو نفسیاتی کی روسے سادیت یعنی sadism کا شکار ہے۔ یعنی دوسروں کو اذیت دے کر لطف محسوس کرتا ہے جو ایک نفسیاتی عارضہ ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

منٹو معاشرے کے تہہ میں موجود کھردرے حقائق کو اپنے افسانوں کا موضوع بناتے ہیں۔ افسانہ "کالی شلوار" میں ایسے ہی موضوع کو سطح پر لانے کی کوشش کی ہے۔ شنکر کے کردار کے ذریعے جسم فروشی کے تیزی سے بڑھتے ہوئے رجحان اور اس دھندے کے پیچھے معاشی اور معاشرتی اسباب کو واضح کیا گیا ہے کہ کیسے کوئی شخص ذہنی طور پر جسم فروشی کے لیے راضی ہو جاتا ہے۔ شنکر کا کردار بالفاظ دیگر مرد طوائف کے روپ میں سامنے آتا ہے۔ بقول ڈاکٹر روِش ندیم:

> "منٹو کے کردار اپنا دل و دماغ، ہنر، صلاحیتیں، طاقت حتیٰ کہ اپنا آپ بیچ کر جینے پر مجبور تھے۔ منٹو اپنے انہی کرداروں کے ذریعے سے اقدار کے داخلی و خارجی تضادات کو نمایاں کرتے ہوئے ان پر شدید احتجاج کرتا ہے۔"(3)

اس افسانے میں شنکر کے کردار کے ذریعے افسانہ نگار یہ ثابت کرتا ہے کہ مفلسی کئی نفسیاتی بیماریوں کی جڑ ہے جس کی وجہ سے انسان معاشرتی اقدار سے تو بغاوت کرتا ہی ہے اپنی ذات سے بھی گریز پا ہو جاتا ہے۔

افسانہ "میرا نام رادھا ہے" کا راج کشور بظاہر بہت مہذب شخصیت کا مالک نظر آتا ہے لیکن منٹو آہستہ آہستہ اس کی شخصیت کی پرتیں اتار کر اس کی ریاکاری کو بے نقاب کرتا ہے۔ راج کشور فلمی اداکار ہوتا ہے اور ساتھی اداکاراؤں کو بہن کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ ان سے بظاہر فاصلہ رکھتا ہے لیکن در حقیقت اس کے باطن میں عورت کے لیے شدید جنسی خواہشات چھپی ہوتی ہیں جن کو وہ اپنے طریقے سے پوری کرتا ہے وہ اپنی نفسیاتی چالوں سے عورت کو اپنے قریب لاتا ہے اور پھر اس کا جنسی استحصال کرتا ہے۔ منٹو اسی افسانے کے ایک اور کردار نیلم کے ذریعے راج کشور کی اصلیت سامنے لاتا ہے۔ نیلم خود بھی فلمی اداکارہ ہوتی ہے راج کشور اسے بھی اپنی جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے لیکن نیلم کی دور رس نگاہیں اس کے حربوں کو بھانپ لیتی ہیں اور اُسے ٹھوکر دے کر چلی جاتی ہے۔ نفسیات کی رو سے ایسا شخص جنسی گھٹن یا (Repression) کا شکار ہوتا ہے جو اپنی خواہش کو ناجائز طریقوں سے اور دوسروں کو اذیت دے کر یعنی سادیت پسند (sadist) بن کر پوری کرتا ہے۔

افسانہ ٹھنڈا گوشت منٹو کا نمائندہ اور اہم افسانہ ہے۔ اس افسانے کا مرکزی کردار ایشر سنگھ ایک گنوار سکھ ہوتا ہے تقسیم ہند کے وقت فسادات کے دوران وہ ایک مردہ مسلمان لڑکی کو اٹھا کر اس سے جنسی زیادتیں کرتا ہے جو بعد میں اس کی نامردی کی وجہ بن جاتی ہے۔ ایک مردہ جسم سے بدکاری ایشر سنگھ کی نفسیات پر اس قدر اثرانداز ہوتی ہے کہ وہ اپنی مردانگی کھو بیٹھتا ہے۔ ایشر سنگھ کے نفسیاتی تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سب سے پہلے تو اس کے اندر (Guilt feeling) یعنی احساس ندامت یا احساس گناہ تھا جس کے باعث وہ اپنا اعتماد کھو بیٹھتا۔ اس کی نامردگی اس بات کا ثبوت تھا کہ جب انسان فطرت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو فطرت بھی ردعمل کا مظاہرہ کرتی ہے۔ ایشر سنگھ کا نفسیاتی طور پر نامرد ہونا اس کے اندر موجود انسانیت کی جھلک ہے جو درندگی کی سطح پر اُتر کر بھی اس کی اصل فطرت کو اجاگر کرتی ہے۔ بقول مبین مرزا:

> "ممکن ہے سائنس کے اصول انسانی فطرت کے اس ردِ عمل کی توثیق نہ کریں۔ لیکن زندگی کے کتنے ہی حقائق سائنس کی کسوٹی پر کس کر نہیں دیکھے جا سکتے۔ اپنی جگہ وہ مستند اور ناقابل تردید ہوتے ہیں۔ مرد کی فطرت کا یہ (Repulsion) حیرتناک بھی ہے اور ہولناک بھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ اس کے اندر پوشیدہ دبی ہوئی یا مخصوص حالت میں گُھٹی ہوئی انسانیت کے اُبھر کر سامنے آنے کا ثبوت بھی تو ہے"۔(4)

ضروری نہیں کہ زنا بالجبر کے ہر واقعے میں مجرم کی ایشر سنگھ کی طرح نفسیات بنے۔ سعادت حسن منٹو جس کردار کی نفسیات کو اس افسانے میں اجاگر کر رہے ہیں دراصل اس کے اندر انسانیت کا جوہر پوشیدہ تھا جس کو حالات وواقعات اور معاشرے نے دبایا تھا لیکن ایک دلخراش واقعے نے اس کو اس کی اصل سے روشناس کرایا۔

ایشر سنگھ کی طرح 1947ء کے فسادات کے تناظر میں لکھا گیا افسانہ "شریفن" کا قاسم بھی اپنی جوان بیٹی کی بے عزتی کا بدلہ ایک ہندو لڑکی سے لیتا ہے اور بعد میں جب اس لڑکی کا چہرہ دیکھتا ہے تو اس میں اُسے اپنی بیٹی کی صورت نظر آتی ہے۔ یعنی قاسم انتقام لے کر اور بھی اذیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

یہ افسانہ خالص سیاسی نوعیت کا ہے لیکن ساتھ ساتھ افسانہ نگار ہر دور اور حالات میں فرد کے رویوں کو جانچتا ہے۔ قاسم کے معاملے میں بھی منٹو وہ یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ قاسم فطرتاً برا نہیں بلکہ اس کے ساتھ جو برا ہوا اس کا رد عمل قابل تفہیم بھی ہے اور قابل مذمت بھی۔ بقول انیس ناگی:

"1947ء کے فسادات ایک اجتماعی گھٹن کا برجستہ اظہار تھے۔ یہ گھٹن سیاسی جنسی اور تمدنی تھی جس نے تشدد کے راستے اپنی تسکین کرنے کی کوشش کی۔ قتل وغارت اور جنسی تشدد کے واردات نے یہاں کے سارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے کر لیا تھا۔ منٹو کے فسادات پر افسانے قتل وغارت اور جنسی تشدد کی داستان بیان کرتے ہوئے ایک عہد کے مزاج اور اندرونی ساخت کا سراغ دیتے ہیں۔"(5)

تقسیم ہند کے نتیجہ میں جس تاریخ ساز ظلم، جبر اور بربریت نے جنم لیا تھا اس نے فرد کی نفسیات کو یکسر طور پر بدل کر رکھ دیا تھا۔ منٹو کا کم و بیش ہر افسانہ نفسیاتی شعور اور ادراک کا عکاس ہے۔ انہوں نے انسان کے جنسی پہلوؤں اور جبلتوں کو پیش کرتے ہوئے انسانی نفسیات تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ انسانی زندگی میں اس کا ماحول بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس ارٹیکل میں منٹو کے چند مرد کرداروں کی نفسیاتی الجھنوں کا جائزہ مخصوص حالات واقعات اور ماحول کے تناظر میں لیا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ فرد اور معاشرہ ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لئے فرد کی نفسیاتی الجھنوں اور کردار کے مختلف پہلوؤں کو جانچنے کے لیے اس معاشرے کی تفہیم ناگزیر ہے جس نے اس کی کردار سازی کی ہے۔

حوالہ جات

1. ممتاز شیریں، "منٹو نوری نہ ناری"، ص49
2. سعادت حسن منٹو، "عصمت فروشی"، مشمولہ "منٹو نما"، ص627
3. ڈاکٹر روش ندیم، منٹو کی عورتیں، ص92
4. منٹو فسادات اور ہجرت، "از انیس ناگی"، مشمولہ "منٹو نما"، ص588
5. مبین مرزا، "سعادت حسن منٹو"، شخصیت اور فن"، ص105